REGD NO. P. 67
رجسٹرڈ نمبر ایل۔ ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۹ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۸ اگست کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

الحمد للہ

ربوہ ۸ اگست۔ حضرت ام مظفر احمد صاحب مدظلہا العالی کو بے چینی اور گھبراہٹ کی تکلیف ابھی چل رہی ہے۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۹ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

راد ھا سوامی ست سنگ بیاس کا ایک جلسہ

راد ھا سوامی تحریک کے گورو صاحب کی خدمت میں قرآن مجید اور کتب سلسلہ کی پیشکش

اور

گورو صاحب سے دلچسپ سوال و جواب

قادیان ۷ اگست بروز اتوار۔ روٹری کلب بٹالہ کے معزز ممبر سردار کلونت سنگھ صاحب بیدی ایڈووکیٹ کی دعوت پر جملہ ممبران کلب آج راد ھا سوامی ست سنگ بیاس (ڈیرہ بابا جیمل سنگھ) کے ایک میلہ میں شامل ہوئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روٹری کلب بٹالہ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اس دعوت میں مدعو تھے اس لئے آپ بھی قادیان سے اپنی دو صاحبزادیوں امۃ العلیم عصمت اور امۃ الکریم کوکب کے ہمراہ بیاس تشریف لے گئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی ہمرکابی میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی اور عزیز سعادت احمد ابن حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل کو جانے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ صبح ساڑھے سات بجے کے قریب قادیان سے روانہ ہو کر قریباً ساڑھے نو بجے بیاس ڈیرہ بابا جیمل سنگھ پہنچ گئے۔ راد ھا سوامی تحریک کے موجودہ گورو سردار چرن سنگھ جی مہاراج نے عبادت گاہ کے ہال میں حاضرین کو خطاب فرمایا۔ اور اپنی تقریر میں آپ نے آتما اور پرماتما کے تعلق اور بھگتی پر اپنے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی۔ ان کی تقریر کا پروگرام ساڑھے دس بجے ختم ہو گیا۔ اور پھر روٹری کلب کے مدعو مہمانوں کو بست سنگھ کے شاندار اور آراستہ مہمان خانہ میں آرام کرنے کے لئے پہنچا دیا گیا۔ مہمان خانہ کے کلب میں ۱۱ بجے کافی و بسکٹوں وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اور پھر گورو صاحب کی تشریف آوری پر کلب کی ایک مجلس منعقد کی گئی جہاں ہر ایک کو اپنا تعارف کرانے کا موقعہ دیا گیا۔ تعارف کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے آگے بڑھ کر گورو صاحب کی خدمت میں مطالعہ کے لئے قرآن مجید (انگریزی ترجمہ) اور بعض دوسری کتب پر مشتمل روحانی تحفہ پیش کیا۔ جسے انہوں نے احترام کے ساتھ قبول فرمایا۔ کلب کے فوٹوگرافر نے اس موقعہ کا بھی فوٹو لیا۔ روحانی تحفہ پیش کرنے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب کافی دیر تک گورو صاحب سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ اس کے بعد حاضرین کو اجازت دی گئی کہ جو دوست کچھ پوچھنا چاہیں بڑے شوق سے ایسا کر سکتے ہیں۔ گورو صاحب کو ان باتوں کا جواب دیتے ہیں خوشی محسوس ہوگی۔ چنانچہ مذہبی امور کے بارہ میں بالخصوص ان معتقدات کی روشنی میں جو گورو صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمائے تھے اور حضرت گورو بابا نانک رحؒ کے مختلف شبدوں اور مسلم فقراء کے تصوف کی مثالوں سے اس کی تشریح فرمائی تھی۔ کہ جو کچھ ہم لوگ بھگت رہے ہیں وہ ہمارے کرموں کا ہی نتیجہ ہے۔ اور بھگتنی پڑ رہی دنیا تھا۔ کئی دوستوں نے سوال کئے۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے اس بات کی وضاحت چاہی کہ سب سے پہلی روح جو وجود میں آئی وہ کس عمل کے نتیجہ میں تھی اگر کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں تھی۔ تو کیا پرمیشر نے اسے اپنی خوشی سے پیدا کیا تھا۔ اس پر گورو صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں پرانوں میں تو یہی لکھا ہے کہ پرمیشر نے اپنی خوشی کے لئے روح کو پیدا کیا تھا۔ ان کے اس جواب پر چوہدری صاحب نے سوال کیا کہ اگر پرمیشر نے روحوں کو اپنی خوشی کی خاطر پیدا کیا ہے تو پھر انہیں جونوں کے چکر میں کیوں ڈالا۔ جس سے کبھی بھی مخلصی نصیب نہیں ہوتی۔ کیا کبھی ایسا بھی موقعہ آ سکتا ہے کہ روحوں کو جونوں کے چکر سے مخلصی نصیب ہو گی۔ اور کیا کوئی ایسی مثال ہے۔ کہ انسان ترقی اور بھگتی کرتے کرتے پرمیشر تک پہنچ گیا ہو۔ اور اس نے پرمیشر سے یہ سوال کیا ہو۔ کہ تو نے اپنی خوشی کی خاطر روحوں کو کیوں دائمی عذاب اور جونوں کے چکر میں مبتلا کر دیا ہے۔ گورو صاحب نے اپنے معتقدات کی روشنی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ جہاں تک پرمیشر سے یہ سوال کرنے کا تعلق ہے یہ بہت مشکل مسئلہ ہے۔ جس کو عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ جہاں تک ہی اس کا علم بیان کرتے ہیں لیکن اُن کی بیان کردہ وضاحت کو سمجھنے سے بھی تمام دماغ قاصر ہیں۔ ہم اس پر روشنی نہیں ڈال سکتے۔ اس کے بعد بعض اور دوست بھی سوالات دریافت کرتے رہے۔ آتما اور پرماتما کے ملاپ کے متعلق چل رہی بات کے ضمن میں ایک موقعہ پر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے دریافت کیا کہ ایک بچہ جو اپنے قصور اور غلطی پر پشیمان ہو کر ماں کے قدموں پر آ کر گر پڑتا ہے۔ اور آنسو بہاتے ہوئے معافی کا طلبگار ہوتا ہے۔ تو ماں کی محبت اور پیار جوش مارتا ہے اور وہ بیٹے کو اپنی چھاتی سے چمٹا لیتی ہے۔ اس کے تمام قصور معاف کر دیتی ہے۔ لیکن کیا پرمیشر میں ماں جیسے اوصاف جتنا بھی پیار نہیں کہ کوئی اس کے آستانہ پر گر کر خواہ کتنا ہی روئے گڑگڑائے۔ اور اپنے قصوروں اور گناہوں کی معافی چاہنے کے لئے راتوں کی نیند اپنے اوپر حرام کرے۔ اور گریہ و زاری سے اپنے آپ کو نڈھال کرے پرمیشر ہرگز اس کے گناہ معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کو کرموں کا پھل ضرور بھگتنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے ایسے پرمیشر کی طرف بلانے والے بلاتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر دنیا ایسے پرمیشر سے گھبرائی ہے۔ اسکے قریب جانا تو بجا۔ الٹا اس سے دوری دور بھاگتی چلی جا رہی ہے۔ ہمیں تو ایسے پرمیشور کا پتہ لگنا چاہیئے جو اپنے قصوروار بندوں کے گن ہری کو بخشش دے ان کی غلطیوں کو معاف کرے اور پھر ماں کی طرح اپنے سینہ سے لگائے۔ اسکے جواب میں جناب گورو صاحب نے اپنے مخصوص نظریات کے اعادہ پر اکتفا کی۔ اور سامعین تسلی بخش جواب کے منتظر ہی رہے اس طرح یہ مجلس خوشگوار ماحول میں بارہ بجے کے قریب ختم ہو گئی۔ اور پھر تمام مہمان دوست انکے قابل دید مقامات کو تیس چالیس منٹ تک پھر کر دیکھتے رہے قابل دید مقامات میں لنگر بھی تھا جہاں ان کے سالانہ میلہ کے موقعہ پر ڈیڑھ دو ہزار نفوس کے کھانے کا انتظام کیا گیا ہے اور جو لوگ آج

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

جماعتہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیر اہتمام

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلسہ

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

(بوساطت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حیدرآباد یکم اگست ۱۹۶۶ء

جماعتہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیر اہتمام کل بروز اتوار ٹھیک گیارہ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پُروقار اور عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی پورے شہر میں وسیع پیمانہ پر بڑے بڑے اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ تشہیر کی گئی اور مقامی اخباروں میں بھی اعلان شائع ہوا۔ جس کے نتیجہ میں احمدیوں کے سوا غیر از جماعت دوستوں کی ایک معقول تعداد اس جلسہ میں شریک ہوئی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب نے فرمائی۔ بعدہ مکرم محمد منصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام خوش الحانی سے سنایا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری فیض احمد صاحب نائب ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان نے ایک نہایت روح پرور افتتاحی مقالہ پڑھ کر سنایا۔ محترم چوہدری صاحب موصوف اور محترم مولانا سمیع اللہ صاحب فاضل مبلغ بمبئی اپنے دورۂ جنوبی ہند کے اختتام پر حیدرآباد تشریف لائے۔

افتتاحی تقریر محترم چوہدری صاحب نے اپنی تقریر میں اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجالس کے انعقاد کی جہاں یہ غرض ہوتی ہے کہ حضورؐ کے قدموں میں گلہائے عقیدت پیش کئے جائیں۔ وہاں ایک اہم غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ ان مجالس میں بیٹھنے والا ہر سامع اپنے افعال و اشغال کو اسوۂ نبی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے اور محمدی اخلاق سے ایسا کارمند ہو جائے کہ وہ جدھر سے بھی گذرے لوگ منہ سے اقرار کریں یا نہ کریں لیکن اُن کے دل پکار اُٹھیں کہ وہ محمدؐ کا پیرو جا رہا ہے اور اس رحمۃ للعالمین کا نام لیوا ہے جس کی رحمتیں زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہیں۔ صاحب موصوف نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعدد عظیم کارناموں کا ذکر نہایت اثر انگیز رنگ میں بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ آج جبکہ ساری دنیا پر جنگ کے مہیب بادل منڈلا رہے ہیں۔ کچھ قومیں اپنی بے پناہ طاقت کے نشے میں بد مست ہو کر سرد جنگ کے میدان سے باہر نکل کر گرم جنگ کے میدان میں کود جانے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ کچھ قومیں حصول اقتدار کی ہوس میں جنگ کی آگ بھڑکانے کی فکر میں ہیں۔ اور ستارۂ کرۂ ارض مستقبل قریب کے متوقع خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آنے والا کل دنیا کے لئے کیا منحوس خبر لے کر آئے گا۔ اور اگر ہر دل و دماغ پر ایٹمی جنگ کا چھایا ہوا وہم حقیقت بن کر سامنے آگیا تو کیا ہوگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس عالم کے پیامبر محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیام امن کو زیادہ سے زیادہ دنیا میں پھیلایا جائے تاکہ افق عالم پر چھانے والے جنگ و جدل کے بادل چھٹ جائیں۔

انسان کامل دوسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل ایل۔ بی نے انسان کامل کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ آپ پر انسانیت کے تمام کمالات ختم ہیں اس لئے کہ جب آپ خَلق میں اتم و اکمل تھے اسی طرح خُلق میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو انک لعلیٰ خلق عظیم کے خطاب سے نوازا ہے۔ آپ نے بتایا کہ انسانیت کا کمال جس کو حاصل ہوتا ہے وہ نبی کہلاتا ہے۔ اور نبوت کا کمال جس پر ختم ہو وہ صرف رسول اکرم صلعم ہی کی ذات والا صفات ہے۔ غرضیکہ حسین صورت میں رحمۃ پر محبت سے روز کار رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلعم تیسرے نمبر پر برادرم مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم مدرسہ احمدیہ قادیان کی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول کے عنوان پر ہوئی۔ آنموصوف موسمی تعطیلات پر قادیان سے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کے لئے محبت رسول کو ایک شرط قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کہ اے رسول کریم صلعم آپ تمام دنیا میں اعلان کر دیں کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور میرے ساتھ منسلک ہو جاؤ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے چنانچہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فنا فی الرسول کا بہترین اور بے نظیر و لاثانی نمونہ ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ آپ نے رسول کریم صلعم کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر اور آپ کے ارفع و اعلیٰ مقام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ساری دنیا سے ٹکر لی اور آپ نے عیسائیوں اور آریوں سے قلمی جہاد اکیلے ہی کیا اور فتح پائی۔

فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق محمدی میں ڈوبی ہوئی منظوم و منثور تحریرات میں سے بعض روح پرور اقتباسات پڑھ کر سنائے جو سامعین اور حضورؑ کا احمدیوں کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔

اس کے بعد عزیزم عبد الباسط صاحب نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی نظم صلی علیٰ امامنا صلی علیٰ محمد خوش الحانی سے سنائی۔ جس سے خوش ہو کر مکرم چوہدری فیض احمد صاحب نے اس بچہ کو پانچ روپے انعام دیئے۔

شانِ ختم نبوت نظم خوانی کے بعد خاکسار نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت کے متعلق تقریر کی۔ جس میں قرآن کریم، احادیث و اقوال سلف صالحین کی روشنی میں لفظ خاتم النبیین کی وضاحت کی اور یہ ثابت کیا کہ حضرت رسول عربی صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ آخری نبی تھے اور آپ کے بعد کسی قسم کے نبی نہیں آسکتے اور ضمن میں جماعت احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بعض اقتباسات پیش کر کے واضح کیا گیا کہ حضورؑ نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا

حالات حاضرہ کے تعلق سے رسول کریم صلعم کی پیشگوئیاں آخری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل مبلغ بمبئی کی ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کے جسم سے پاک ہے۔ خدا تعالیٰ کی تجلّی اور اس کی شان کسی انسان کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ بائیبل سے خدا تعالیٰ کی تین تجلّیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول کریم صلعم کے ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔

فاضل مقرر نے موجودہ دنیا کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ اس وقت دنیا کی ہر قوم اپنے اپنے رنگ میں کسی مصلح و مامور من اللہ کا انتظار کر رہی ہے باوجود اس کے دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ سائنس دان اور عالم و مفکر موجود ہیں ایک روحانی مصلح کے بارہ میں ان کی انتظار ختم نہیں ہو رہی۔

اس تعلق سے فاضل موصوف نے حضرت رسول کریم صلعم کی متعدد پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا خاص طور پر سورہ التکویر کی اچھوتے انداز میں تفسیر و تشریح کرتے ہوئے ثابت فرمایا کہ یہ تمام علامتیں موجودہ دنیا میں پوری ہو گئی ہیں۔ اور ان پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں ایک شخص مامور من اللہ ہو کر آگیا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔

آپ کی یہ عالمانہ اور دلچسپ تقریر ایک گھنٹہ تک رہی۔

صدارتی تقریر محترم جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد نے اپنی صدارتی تقریر میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ کی سیرت آپ کے فضائل اور آپ کے عظیم الشان کارنامے اور روحانی انقلاب قیامت تک کے لئے باعث رحمت ہے۔ آپ نے آیت قرآنی لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص حضرت رسول عربی صلعم کی سیرت کے تمام پہلوؤں پر ایک ہی جلسہ میں مفصل طور پر روشنی ڈال سکے۔ آپ کی سیرت و سوانح تیرہ سو سال سے بیان کی جاری ہے اور تا قیامت بیان کی جاتی رہے گی۔

صدارتی تقریر سے قبل مکرم مولوی محمد صادق کی دو بچیوں نے میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا نعتیہ کلام علیک الصلوٰۃ علیک السلام نہایت مؤثر انداز میں سنایا۔

اس کے بعد یہ بابرکت جلسہ ۲ بجے نہایت کامیابی و خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ کی رپورٹ مقامی اخباروں میں شائع ہوئی ہے نیز اخبار ملاپ نے اس جلسہ کی ایک خوبصورت تصویر بھی شائع کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت جلسہ کے اچھے نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم سیکھیں، جانیں اور ہر وقت اس کی اتباع کرنے کی کوشش کریں

جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو اور جس نے قرآن کریم سیکھنے کی کوشش نہ کی ہو

قرآن کریم سیکھے بغیر ہم ہرگز وہ کام سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ یکم جولائی ١٩٦٦ء

(مرتبہ:- مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق یہ دعوےٰ فرمایا ہے۔

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (سورہ یوسف آیت ١٠٥)

کہ اے رسول! تو جو ان کفار کو تبلیغ کر رہا ہے اور

خدا تعالیٰ کا پیغام

انہیں پہنچا رہا ہے اس پر ان سے کوئی اجر نہیں مانگتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن کریم تمام جہانوں کے لئے شرف کا موجب ہے۔

اس آیت میں قرآن کریم کے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے کہ جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمۃ ہیں (رحمۃ للعالمین) اسی طرح قرآن کریم تمام عالمین کے لئے ذکر ہے۔

ذکر عربی زبان میں مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس جگہ

ذکر کے چار معنے

چسپاں ہوتے ہیں۔

اس کے پہلے معنی الکتاب فیہ تفصیل الدین ووضع الملل ایسی کتاب جس میں دین کی تفاصیل اور احکام شریعت کامل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

تو فرمایا کہ قرآن کریم ایک کامل کتاب شریعت ہے کوئی شرعی حکم ایسا نہیں جو اس میں بیان ہونے سے رہ گیا ہو اور دین و مذہب کے متعلق جتنی بھی تفصیل انسان کے لئے ضروری ہے۔ وہ ساری کی ساری اس کتاب میں بیان کر دی گئی ہے۔ پس اس کی اتباع اللہ تعالیٰ کی انتہائی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے

اس کے دوسرے معنے ہیں

الشرف بلند مرتبہ، رفعت اور بزرگی، تو فرمایا کہ جو احکام شریعت قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں اگر تم ان کو سیکھو گے سمجھو گے اور ان پر عمل کرو گے۔ تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بلند مرتبہ اور رفعت اور بزرگی عطا کرے گا۔ اور اتباع قرآن کے ذریعہ آسمانی وروحانی رفعتوں کے وہ دروازے جو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو ڈھونڈھنے والوں کے لئے کھولے جاتے ہیں تم پر کھولے جائیں گے

اس کے تیسرے معنی

الثناء کے ہیں۔ تعریف اور حمد۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اتباع قرآن کے نتیجہ میں روحانی رفعتوں کو تم حاصل کرو گے تو تمہیں تعریف اور ثناء بھی حاصل ہو جائے گی۔ الثناء کا لفظ جس قسم کی تعریف کے متعلق بولا جاتا ہے اس میں ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے وہ یہ کہ کسی دوسرے کامل وجود کا ثانی بننا یعنی اس کے اخلاق کی اتباع کرتے اس کا رنگ اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔

پس اس میں توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن کریم نے جو تعلیم تمہارے سامنے رکھی ہے وہ یہی ہے کہ تم تخلقوا باخلاق اللہ حاصل کرسکو۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا مظہر بن سکو۔ اور جب تم اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا مظہر بن جاؤ گے تو ہر صاحب عقل و بصیرت تمہاری تعریف تمہاری ثناء اور تمہاری حمد کرنے پر مجبور ہوگا۔

اس کے چوتھے معنی

الصِّيْت یعنی ذکر خیر کے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احکام قرآنی پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جو بزرگی اور رفعت حاصل ہوتی ہے اور بندہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دنیا ایسے لوگوں سے فائدہ حاصل کرتی ہے۔ صرف ان کی اپنی نسل پر ہی نہیں بلکہ ایسے لوگوں کا احسان آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کا ذکر خیر باقی رہ جاتا ہے ..... کیونکہ ذکر خیر صرف ..... اسی شخص، گروہ یا سلسلہ کا ہی قائم رکھا جاتا ہے (اور رکھا جانا چاہیئے) کہ جس کا احسان آئندہ نسلوں پر ہو اور اس طرح آئندہ نسلیں اس شخص یا گروہ یا سلسلہ کو یاد رکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ پہلوں نے ہم پر بڑے احسان کئے ہیں اور ہمیں ان احسانوں کو بھولنا نہیں چاہیئے مثلاً ہم احادیث کے جمع کرنے والے

بزرگوں کا ادب اور احترام

اور دعا کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ ان کا ذکر خیر اسی وجہ سے قائم ہے کہ ان لوگوں نے اپنی زندگیاں ہمارے فائدے کے لئے صرف کر ڈالیں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو جمع کیا۔ ان کی چھان بین کی اور انہیں ہم تک پہنچانے کا انتظام کیا۔ اس احسان کے بدلہ میں ان کا ذکر خیر نسلاً بعد نسلٍ ہم تک چلا آیا اور آئندہ بھی چلتا چلا جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے

جو ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہونے کے علاوہ یہ خوبی بھی اپنے اندر رکھتی ہے کہ جب کوئی اس پر عمل کرتا ہے تو وہ صرف اسی نسل کو زیر بار احسان نہیں کر رہا ہوتا جس کا وہ ایک فرد ہوتا ہے بلکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس سے نیکیوں اور خیر کے وہ کام لیتا ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ نسلیں بھی اس کے احسان کے نیچے دبی ہوتی ہیں۔ وہ اس کے احسان کو پہچانتی ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی شکرگزار ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ قرآن اس کے لئے الصِّيْت ذکر خیر کے جاری رہنے کا موجب بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق بہت سی تعریفیں خود اس میں بیان فرمائی ہیں۔ اس چھوٹی سی آیت میں بھی بہت کچھ بیان کیا گیا ہے جس کی طرف میں نے اس وقت مختصر اشارے کئے ہیں لیکن اشارات سے بھی

ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں

کہ اگر ہم اس دنیا میں عزت اور شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں، اگر ہمارے دل میں یہ خواہش ہے کہ ایک طرف ہمارا رب ہم سے

راضی ہو جائے اور دوسری طرف آئندہ نسلیں بھی ہمیں نیک نام سے یاد کریں۔ ہمارے لئے دعا کرنے والی ہوں کہ اے خدا ان لوگوں پر اپنی زیادہ سے زیادہ رحمتیں نازل کرتا چلا جا۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کو سیکھیں، جانیں اور اس کی اشاعت کریں اور اس کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔

اسی لئے میں نے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی۔

خلیفۂ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام

یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا ہو۔ اور نگرانی کرنے والا ہو کہ وہ لوگ جو سلسلہ حقہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں کیا وہ قرآن کریم کا جؤا اپنی گردنوں پر رکھنے والے ہیں؟ اس سے منہ پھیرنے والے نہیں؟ بلکہ اس کی پوری پوری اطاعت کرنے والے ہیں۔

میری اس تحریک پر جماعتوں نے توجہ دی۔ بہت سی جماعتوں کی طرف سے تو بہت اچھی رپورٹیں مل رہی ہیں لیکن بعض جماعتیں ابھی ایسی بھی ہیں جہاں ابھی یہ کام شروع نہیں ہوا۔ اور بعض جماعتوں کے متعلق یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ کام شروع ہونے کے بعد پھر سستی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔

میں پھر تمام جماعتوں کو، تمام عہدیداران خصوصاً امراء اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا اور اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو تدبر الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھول دی ہیں از بس ضروری ہے۔

اس کے بغیر وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنا انتہائی کوشش کریں کہ

جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے

نہ بڑا اور نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کی اور پھر انہیں نبھانے کی توفیق دے۔ اور مجھے توفیق دے کہ جب تک آپ اس بنیادی مقصد کو حاصل نہیں کر لیتے، اس رنگ میں آپ کی نگرانی کرتا رہوں جس رنگ میں نگرانی کرنے کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی گئی ہے۔

وما توفیقنا الا باللہ

(الفضل مورخہ ۲۷ / ۷ / ۶۶)

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدیداران کے تقرر کی منظوری مورخہ ۳۰ / ۴ / ۶۸ تک کے لئے دی جاتی ہے۔		ناظر اعلیٰ قادیان

(۱) جماعت احمدیہ کانپور انجمن احمدیہ

نمبر ۴۲ / ۲۹ لکھنیاں بازار کانپور

صدر۔ مکرم محمد مجید صاحب سوبیجہ

نائب صدر۔ مکرم صاحبزادہ خالد صاحب

سیکرٹری تبلیغ و تعلیم۔ مکرم عبد الستار خان صاحب

سیکرٹری مال۔ مکرم محمد احمد صاحب سوبیجہ

(۲) جماعت احمدیہ کنانور۔ کیرالہ

صدر مکرم این حامد صاحب

نائب صدر۔ مکرم حاجی دی۔ کے محمود صاحب

سیکرٹری مال۔ مکرم پی عبد المجید صاحب

〃 تبلیغ۔ 〃 این عبد الرحیم صاحب

〃 تعلیم و جائیداد۔ مکرم کے۔ سی محمود صاحب

〃 امور عامہ و آڈیٹر۔ مکرم۔ این ابراہیم صاحب

(۳) جماعت احمدیہ کوڈالی۔ کیرالہ

صدر۔ مکرم جناب محمود صاحب

سیکرٹری۔ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب

(۴) جماعت احمدیہ چارکوٹ

(علاقہ پونچھ)

صدر۔ مکرم چوہدری غلام محمد صاحب

نائب صدر مکرم میاں محمد حسین صاحب

سیکرٹری تبلیغ و مکرم میاں عزیز الدین امام الصلوٰۃ۔ صاحب

سیکرٹری مال۔ مکرم میاں میرزا محمد صاحب

〃 امور عامہ۔ 〃 چوہدری بشیر احمد صاحب

〃 تعلیم۔ بشارت احمد صاحب

(۵) جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی کٹک اڑیسہ

نائب صدر۔ مکرم مولوی سید غلام ابراہیم صاحب

(۶) کیرونگاپلی۔ کیرالہ

صدر۔ مکرم ایم محی الدین کنجو صاحب چینگنشری۔

نائب صدر و امام الصلوٰۃ۔ بی علیا کنجو صاحب

سیکرٹری تعلیم۔ مکرم کے محمد کنجو صاحب پٹیل

〃 تبلیغ۔ مکرم کے۔ ایم۔ محمد کنجو صاحب۔

جنرل سیکرٹری۔ اے۔ قیوم مہدی صاحب

سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم اے عبد الوہاب صاحب۔ ایم۔ اے۔

(۷) جماعت احمدیہ سلواہ۔ گورسائی۔ پٹھانہ تیر علاقہ پونچھ۔

صدر۔ مکرم مولوی عبد الحمید صاحب ساکن گورسائی۔

سیکرٹری مال۔ مکرم عبد الباری صاحب سلواہ

سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم سردار خان صاحب۔ گورسائی۔

سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم عبد الحی صاحب گورسائی

〃 ضیافت۔ مکرم عبد البصیر صاحب سلواہ

اعلان نکاح

برخوردہ سیدہ امۃ العزیز سلمہا بنت مکرم سید محمد لطیف الرحمٰن صاحب آف بھدرک اڑیسہ کا نکاح عزیز سید حنیف احمد سلمہ ابن سید عبد الحلیم صاحب کے ساتھ مبلغ ۔/۱۵۰۰ (پندرہ صد) روپیہ حق مہر پر مکرم سید منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بھونیشور نے مورخہ ۲۲ / ۷ / ۶۶ کو بعد نماز جمعہ اعلان فرمایا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو لڑکے اور لڑکی اور اہل خاندان کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ میرا چھوٹا لڑکا بعمر ۹ سال چھ ماہ سے ٹانگ کی درد میں مبتلا ہے ڈسٹرکٹ ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج ہے۔ احباب عزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد احسن صدر جماعت احمدیہ ماندوجن کشمیر

۲۔ میرے دوست مکرم محمد خضر دوم پٹیل صاحب جماعت احمدیہ اوٹکورہ کا نوجوان لڑکا بے گناہ قتل کیس میں بیس سال کی سزا بھگت رہا ہے رہائی کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔ تمام درویشان و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی رہائی کی صورت نکالے۔ نیز خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے اُن کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے

خاکسار محمد معین الدین احمد امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

۳۔ خاکسار بہت سی پریشانیوں میں مبتلا ہے اور صحت بھی ناساز ہے۔ خاکسار کی ایک بچی نے ادیب کا امتحان دیا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ شوپیاں

عیسائیوں کے نئے نئے مغالطوں اور مولینا دریابادی صاحب کے جوابات کی حقیقت

اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسیح ناصری پر فضیلت

قسط نمبر ۲

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر اس سے پہلے ہم عیسائیوں کے دلائل کا جو جواب مولانا دریابادی صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اپنے خیالات کی کمزوری کا احساس ہو اور وہ انہیں جلد سے جلد ترک کر کے صحیح طریق اختیار کرنے کے قابل ہو سکیں۔

مولانا دریابادی کے جوابات اور انکی حقیقت

(۱) مسیحی صاحبان نے ایک دلیل مسیح ناصری کی فضیلت کے لئے یہ پیش کی۔ کہ قرآن کریم کی رو سے ان کو تکلم فی المہد حاصل تھا۔ خدا نے ان کو شیر خوارگی کے زمانہ میں باتیں کرنے کی قدرت عطا فرمائی جبکہ دوسرے بچے ایسے وقت باتیں کرنے پر قدرت نہیں رکھتے یہ ان کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ نیز کتاب و نبوت بھی ان کو شیر خوارگی کی حالت میں مل گئی تھی۔ مگر بر خلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات حاصل نہ ہوئی تھی نہ ہی انہوں نے بچپن میں پیغام رسالت و نبوت پایا تھا بلکہ سن بلوغت میں دعوےٰ کیا تھا۔ حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک دونوں انسان تھے اور دونوں نبی تھے۔ پس مسیح ناصری کو یہ دونوں باتیں حاصل ہونا اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا ان سے محروم رہنا مسیح کی آپ پر فضیلت کی ہی دلیل ہے۔

اس کے جواب میں مولانا صاحب موصوف کی طرف سے منفی پہلو اختیار کرتے ہوئے صرف یہ کہہ کر کہ مسیح کی قدرت کلام ہی شیر خوارگی میں مسلم و یقینی نہیں تکلم فی المہد کی حقیقت بیان کرنے سے کلیتہً خاموشی اختیار کر لی گئی ہے۔ اگر مولانا موصوف کی طرف سے اس امر پر مدلل روشنی ڈالی کر اس کی اصل حقیقت بھی بیان کر دی جاتی تو یقیناً یہ جواب کو خوب موثر بنانے کا ذریعہ بن جاتی۔ اور ایک معقول بات سامنے آکر شیر خوارگی میں کلام کرنے سے باطل خیال کی پرزہ پرزہ تردید ہو کر فضیلت مسیح کا استدلال خود بخود باطل ثابت ہو جاتا۔

علاوہ ازیں مسیح کو بچپن میں کتاب و نبوت ملنے کے متعلق جواب میں مولانا صاحب کی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا نہ اس بات کا اقرار کیا گیا نہ انکار یہ قرآن میں اس امر کا کوئی ذکر ہی نہیں اس لئے اس کی پرزور تردید کی ضرورت تھی مگر باوجود اس کا اعادہ کرنے کے آپ نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ان کی اس خاموشی سے مزید اعتراض کا موقع پیدا ہو گیا ہے معترض ان کی اس خاموشی کو حق پوشی قرار دے سکتا ہے۔

(۲) دوسری بات مسیح کی فضیلت کے ثبوت میں مسیحی صاحبان کی طرف سے یہ پیش کی گئی ہے کہ از روئے قرآن کریم یہ ثابت ہے صلیب دیئے جانے کے وقت فرشتوں نے نازل ہو کر ان کو جسم خاکی سمیت آسمان پر پہنچا دیا۔ اور اس طرح ان کو وہاں لے جا کر دشمنوں سے محفوظ کر دیا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بوقت ہجرت آسمان پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ زمین پر ہی رہنے دیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح ناصری رسول اسلام سے افضل تھے۔ کیونکہ آسمان پر پہنچا کر حفاظت کرنا ان کی فضیلت کی واضح دلیل ہے۔

مولانا کا جواب اس جگہ بھی مولینا صاحب کی طرف جواب میں مثبت پہلو اختیار کرنے کی بجائے صرف منفی پہلو اختیار کر کے یہ کہا گیا ہے کہ اول تو یہ عقیدہ ہی قرآن کریم کی رو سے مسلم و قطعی نہیں کہ ان کو فرشتے آسمان پر اڑا لے گئے لیکن بالفرض ہو تو حضرت مسیح کے حق میں جس طرح آسمان پر جانا عین حکمت ہے اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ تھی۔ ظاہر ہے کہ صرف اسی قدر جواب کسی صورت قابل اطمینان نہیں اور گومگو کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جگہ قرآن کریم کے پیش کردہ چند دلائل کے ذریعہ سے مسیح ناصری کی وفات کا ثبوت پیش کر کے ان کی عدم فضیلت کا اظہار ہی زیادہ موثر ہو سکتا تھا۔ جواب ایک حد تک بیشک درست ہے مگر یہ اصل جواب کی افادیت اور بھی نمایاں ہو جاتی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ امر تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ آسمان پر نہیں گئے۔ یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اگر بالفرض اٹھائے بھی گئے تھے تو اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ وجہ فضیلت ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ ہجرت کرنا آسمان پر اٹھائے جانے کے کس طرح برابر ہے۔

پھر مولینا صاحب موصوف نے مسیحیوں کو یہ کہہ کر کہ جن لوگوں نے مسیح کو آسمان پر مانا ہے انہیں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ایک اور پرانے پیغمبر حضرت ادریس بھی آسمان پر موجود ہیں جواب دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس کے ساتھ اس قدر مزید وضاحت کی بھی ضرورت تھی کہ قرآن کی رو سے الیاس بھی آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ زندہ موجود نہیں بلکہ وہ بھی وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے لوگ سراسر غلطی پر ہیں۔

غرضیکہ جوابات معقول طور پر پیش کرنے کی بجائے صرف انکار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات معترض کا منہ بند کرنے کے لئے کافی نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کی اصلاح کا موجب ہو سکتی ہے۔

(۳) تیسری دلیل فضیلت مسیح کے ثبوت میں مسیحیوں کی طرف سے یہ پیش کی گئی ہے کہ وہ حوائج بشریہ اکل و شرب وغیرہ سے مستغنی اور الاٰن کما کان ہیں اس کے متعلق بھی مولانا صاحب موصوف کی طرف سے منفی پہلو اختیار کرتے ہوئے یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ بھی مسلمات و قطعیات اسلام میں سے نہیں اور اس امر کو واضح نہیں کیا گیا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں کیا موقف اختیار کر رکھا ہے جسے عیسائیوں نے نظر انداز کر کے اپنی دلیل پیش کی ہے۔

(۴) چوتھی دلیل مسیحیوں کی طرف سے مسیح ناصری کی وجہ فضیلت یہ قرار دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور خاک میں مل گئے مگر مسیح اب تک زندہ ہیں۔ اور وہی واپس آئیں گے اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ ان کا یہ مسئلہ قرآن مجید سے ثابت نہیں مگر قرآن کریم اور احادیث سے کیا ثابت ہے اسے واضح نہیں کیا گیا۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ ایسے مسلمان جو حیات مسیح کے قائل ہیں ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب مسیح ناصری نازل ہونگے تو وہ آنحضرت صلعم کے تابع ہوں گے نہ کہ خود مختار۔ لہٰذا فضیلت مسیح کا استدلال درست نہیں۔

یہ جواب بھی غیر تسلی بخش ہے اور کمزوری کی دلیل ہے۔ اس جگہ اصلی اور حقیقی جواب پیش کر دینا ضروری تھا۔ کہ مسیح کی جسم خاکی کے ساتھ آسمانی زندگی اور دوبارہ آمد کا عقیدہ قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے اور یہ کہ قرآن کریم نے بار بار ان کی وفات ثابت کر کے اس عقیدہ کو رد کر رکھا ہے۔ اور وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔

(۵) مسیحیوں کی طرف سے پانچویں دلیل مسیح کی فضیلت کی یہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح تو آسمان سے نازل ہوں گے اور بنی آدم کی ہدایت اور دجال کو قتل کریں گے۔ اور آخری زمانہ کے فتن کا ازالہ کریں گے نیز امت محمدیہ کی اصلاح فرمائیں گے یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد نہ ہوگا آپ کو قبر میں سے جہاں وہ خاک میں مل گئے ہیں اٹھا کر دوبارہ بھیجنا خدا تعالیٰ کو گوارا نہ ہوگا۔

مولانا صاحب موصوف نے جمہور مسلمانوں کے خلاف جن کی باتوں کو لے کر عیسائیوں نے اپنے لئے سہارا بنا یا ہے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ قرآن کریم اس عقیدہ سے خالی ہے اور اس سے یہ مسئلہ ان کا ثابت نہیں۔

مگر اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا کہ آخری زمانہ کے فتن کا کون ازالہ کرے گا کون آکر دجال کے قتل کا کام سرانجام دے گا۔ اسی طرح کون امت محمدیہ کی اصلاح کرے گا؟ کون اسلام کو سارے ادیان پر غالب کر کے دکھائے گا۔ اور اس جواب کے ذریعہ سے مسلمانوں کے سامنے ایک تاریک مستقبل رکھ دیا ہے اور انہیں محض مایوسی و ناامیدی میں چھوڑ دیا گیا ہے جو سخت قابل تعجب ہے۔ غرضیکہ بعض جگہ جواب دے کر انکے کا منہ تو بند کرنے کی کوشش تو کی گئی مگر حقیقت پر سے پردہ نہیں اٹھایا گیا اور اسے درمیان

ہی میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے جواب نامکمل رہا ہے۔ مسیح کی آمد ثانی کے مقابلہ میں استیصالِ فتن وغیرہ امور کے لئے کوئی متبادل اسلامی نظریہ پیش نہیں کیا گیا۔ حالانکہ یہ بتانا ضروری تھا کہ اسلام نے اس کے متعلق خلاف انتظام کر رکھا ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن و احادیث میں اس اس طرح موجود ہے۔

اس امر کا اظہار بھی ضروری تھا کہ مسیحؑ نے اپنی پہلی آمد میں کوئی کار ہائے نمایاں سرانجام نہ دیئے تھے۔ لہٰذا ان کی دوسری آمد کس طرح غیر معمولی طور پر کامیاب ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ نیز اس امر پر بھی روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی کہ مسیحؑ کو اب تک زندہ ماننے سے الوہیت اور خدا تعالیٰ کی ذات پر کیا کیا اعتراضات لازم آتے ہیں۔

مولانا صاحب موصوف کی طرف سے یہ ارشاد کہ جزئی فضیلت کلی فضیلت نہیں ہو سکتی۔ بجا ہے مگر اس کے ساتھ ہی مسیحی صاحبان کے بیان کردہ امور سے ملتے جلتے مزید واقعات کے ذکر اور ان کو جمع کرنے کی بجائے اگر یہ بتایا جاتا کہ بعض اشخاص موجودوں کو اس قسم کے کئی جزئی امور میں مسیحؑ سے برابر یا برتری حاصل ہے اور اس کے لئے بائبل سے بعض مثالیں پیش کر دی جاتیں اور مسیحی حضرات سے دریافت کیا جاتا کہ ان کو مسیحی حضرات کیوں مسیح سے افضل قرار نہیں دیتے۔ تو عیسائی حضرات بغلیں جھانکنے لگ جاتے اور ان کو لینے کے دینے پڑ جاتے۔

اپنے جوابات کے ضمن میں مولانا صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و نمونہ جامع و کامل ہے اس لئے "قدرتاً آپ کو خوارق کم سے کم عطا ہوئے"۔ (صفحہ ۶ کالم ۳ - ۲۷ر مئی ۱۹۶۶ء)

آپ کو خوارق کم سے کم ملنے کا خیال قطعاً صحیح نہیں۔ بلکہ سراسر خلاف واقعہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کی صریح تنقیص ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کو سب انبیاء سے بڑھ کر معجزات و خوارق ملے ہیں۔ اور ان کا سلسلہ تا قیامت جاری و ساری ہے۔ مولانا صاحب موصوف کی قلم سے ایسی بات کا اظہار اور جوابات کی مذکورہ خامیاں ایسی ہیں کہ پڑھنے والے کا دل بیٹھ جاتا ہے۔

عیسائیوں کے جواب میں مولانا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان تکوینی واقعات اور حوادث پہ دلائل کا اطلاق کس منطق کی رو سے ہوتا ہے اور ان فضائل کو بمعیار حق و باطل کس قاعدہ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس موقع پہ مولانا صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ کوئی منطق کا قاعدہ ہو یا نہ ہو مگر جس صورت میں کہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے عموماً ان امور کو امتیازی شان دے رکھا اور یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسیحؑ نے انسان ـــــ ہونے کے باوجود پیدائش کے بعد جبکہ دیگر انسانوں کے بچے ابھی بولنے نہیں لگتے باتیں شروع کر دی تھیں اور علماء یہود کو جواب دیئے تک گئے تھے اور وہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پہ چلے گئے اور جسم عنصری کے ساتھ ہزاروں سال کی غیر معمولی مدت سے اب تک زندہ اور بغیر کھائے پیتے الآن کما کان کا مصداق ہیں۔ اور واپس آ کر دجال کے فتنہ کا قلع قمع کریں گے۔ اور امت محمدیہ کی اصلاح کا کام سرانجام دیں گے۔ یہ اور اس قسم کی دیگر تمام باتیں اور معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عیسائیوں کا داؤ چل گیا۔ اور مسلمانوں میں ارتداد کا سیلاب آ گیا۔ اس بات کو فرضی یا جزئی یا تکوینی واقعہ قرار دے دینا اور قائلین حیات مسیحؑ کے حوصلے بلند کر دینا درست نہیں۔

مولانا صاحب کو یہ بتانا چاہیئے تھا کہ مسیحیوں کی مذکورہ بالا باتیں جبکہ وہ خود مسلمانوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ اور وہ ان کے قائل ہیں کیوں دلائل نہیں۔ اگر یہ دلائل نہ تھے تو مسلمانوں کی ایک بڑی کثرت کیونکر ارتداد کا شکار ہو گئی بالخصوص ان میں سے علماء کا طبقہ کیوں عیسائی ہو کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے آ کھڑا ہوا۔

بے شک جزئی فضیلت کلی فضیلت نہیں مگر جو چیزیں پیش کی گئی ہیں۔ اور جن کو مسلمانوں کے مسلمات کا نام دیا گیا ہے اور جن میں بعض کے متعلق مولانا صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ وہ امت کے بڑے گروہ کا مسلمہ ہے۔ وہ ایسی بات ہے جو مسیح کی الوہیت یا ابنیت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے۔ اسے معیار کی بنیاد ہی غلطی قرار دے کر مطمئن ہو جانا درست نہیں۔ اس قسم کے جواب ایسے مغالطہ کی تردید نہیں ہو سکتی بلکہ وہ جوں کا توں قائم رہ جاتا ہے۔ اور یہ جواب کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ پس اصل جواب یہی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ حیات مسیح جسے دلیل کی بنیاد بنایا گیا ہے وہی سرے سے باطل اور خلاف واقعہ ہے پھر اسے دلائل سے ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر جواب منفی پہلو اختیار کر کے دیا گیا ہے۔ اور اس دلائل سے مدلل کر کے ان کے خیال کا ابطال نہیں کیا۔ حالانکہ یہی ایک خیال ایسا ہے جو ان کے دلائل کی بنیاد ہے۔ جس کا ابطال قرآن کریم۔ احادیث۔ تاریخ اور بائیبل سے کر کے اصل حقیقت منصہ شہود پر لانی ضروری تھی۔ ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک ہی تیر سے دو شکار مارے جاتے ایک طرف عیسائیوں کا غرور ٹوٹتا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے باطل خیالات کی اصلاح ہوتی مگر ممکن ہے یہ بات مولانا کے مصالح کے خلاف ہو اور وہ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا ناپسند کرتے ہوں اور صرف اشارات ہی سے کام نکالنا چاہتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ ایسا طریق اختیار کرنے سے مسلمانوں کے ان خیالات کی اصلاح ناممکن ہے۔ اور ان کا عیسائیوں کے جال میں پڑنا بھی بحال ہے

مولانا صاحب موصوف کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے متعلق بھی خامہ فرسائی کرتے ہوئے یہ بات پیش کی گئی ہے کہ

"ہمارے پیغمبر کا مدعا تو بس اتنا تھا کہ میں سچا انسان ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب کی صورت میں ایک نظام زندگی کا پیام ساری انسانیت کے لئے لے کر آیا ہوں اور وہ مکمل پیام انفرادی و اجتماعی ہر حیثیت سے آج اور کل یہاں اور وہاں ہر طرح خیر و صلاح ہی سے لبریز ملے گا۔ اور یہ ایک معجزہ دوامی ایسا اس آخری پیمبر کو دے دیا گیا کہ اس کے مقابلہ میں سارے وقتی اور عارضی معجزے دوسرے پیمبروں کو دیئے ہوئے ماند پڑ گئے اور جن کی نبوت قیامت تک باقی رہ جانے والی تھی۔ اس کو یہ معجزہ بھی قیامت تک قائم رہنے والا عنایت ہو گیا۔"

بے شک یہ معجزہ اپنی جگہ درست اور قائم اور دائم ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت دیگر انبیاء و مسیحؑ پر ثابت کرتا ہے۔ مگر صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر مزید تحقیق وجوہ فضیلت کے بیان کی ضرورت تھی جو بیان نہیں ہو سکیں اس کمی کی وجہ سے ان کے جواب کا یہ پہلو تشنۂ تکمیل رہ گیا ہے۔ اور اصل مدعا پورے طور پر ثابت نہیں ہو سکا۔

دراصل یہ تمام کام مسیح موعودؑ کا تھا جو آپ نے آ کر کما حقہٗ کر کے دکھایا۔ اور عیسائیوں اور مسلمانوں ہندوؤں کی ایسی تردید کی کہ کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی حقانیت اور افضلیت ایسی ثابت کر کے دکھائی کہ دوسرا کوئی کیا کر سکے گا حتیٰ کہ مخالفین کی طرف سے آپ کو "فتح نصیب جرنیل" کا خطاب دیا گیا آپ کے کسر صلیب اور غلبۂ اسلام کے کام کو سراہا گیا۔ جو آپ کے دعویٰ کی صحت کا بیّن ثبوت ہے۔

(باقی)

ضرورت واقفینِ زندگی معلّمین وقفِ جدید

سلسلہ کی خدمت کرنے کے خواہشمند نوجوان جو اپنی زندگیاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کریں جو مڈل یا انڈر میٹرک تک تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم، مسائل دینی اور عقائد جماعت سے واقفیت رکھتے ہوں کی ضرورت ہے۔ ایسے دوست اپنی درخواستیں اپنے تعلیمی کوائف عمر و تجربہ کے ساتھ مقامی جماعت کے صدر یا امیر کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں۔ انتخاب ہو جانے پر ان کو فی الحال ساٹھ روپے ماہوار الاؤنس بالمقطعہ دیئے جائیں گے۔

ایسی درخواستیں … تک ذیل کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

قسط ۲

احمدیت کا مستقبل

از مکرم نسیم صاحب سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

اب شواہد کی طرف نظر کیجئے۔ اس وقت احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے غلبہ کے سلسلہ میں جو کام ہو چکا ہے اس کے نتائج پر غور کرنے سے بھی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب حقیقی اسلام جس کا دوسرا نام احمدیت ہے ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ گزشتہ صدی کے اختتام سے چند سال قبل سے لے کر موجودہ صدی کے اوائل سالوں تک عیسائیت کے منادی اس بات پر زور دیتے رہتے تھے کہ اسلام اب ختم ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہنری بیروز (HENRY BARROWS) نے اپنے لیکچروں میں جو ۱۸۹۷ء میں دیئے گئے تھے کھلم کھلا اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ اب عنقریب عیسائیت اسلام پر پوری طرح غالب آجائے گی۔ اور اس موجودہ صدی کے شروع کے سالوں میں ایک پادری آٹر بری (ATTER BURY) نے اپنی کتاب "اسلام ان افریقہ" میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ اسلام سیاسی طاقت کے عدم وجود کی وجہ سے اب گرتا ہی چلا جائے گا۔ اور عیسائیت کے لئے اس کو فتح کر لینا کوئی مشکل بات نہ ہو گی لیکن اس کتاب کے پچاس سال بعد ایک اور پادری لینڈن پی ہیرس (LYNDEN. P. HARRIES) نے اپنی کتاب "اسلام ان افریقہ" میں لکھا کہ پچاس سال قبل جو بات اسلام کے متعلق کہی گئی تھی وہ اب کوئی شخص سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان پچاس سالوں میں عیسائیت اور اسلام کی اپنی اپنی پوزیشن میں بہت فرق پڑ گیا ہے کہ اب کسی کا یہ کہنا کہ عیسائیت اسلام پر غالب آجائے گی۔ ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ نہ صرف یہ کہ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام عیسائیت سے شکست کھا جائے گا بلکہ اب صورت یہ ہے کہ بڑے بڑے پادریوں تک کا تاثر یہ ہے کہ عنقریب اسلام عیسائیت پر (کم از کم افریقہ میں) غالب آجائے گا۔ چنانچہ کیپ ٹاؤن کے اخبارات میں ایک خبر یوں چھپی ہے:۔

"برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ بی۔ واٹسن نے آج کیپ ٹاؤن میں اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ بات بعید نہیں ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اسلام افریقہ کے عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔"

انہوں نے مزید کہا:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دو افراد کو حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی موقعہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں۔ ہمیں اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقعہ کو گنوا دیں گے نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے گا۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ عیسائیوں کے لئے اس موقعہ کو گنوا دینا ہی مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ازلی حکمت تقدیریں اس وقت اسلام کے غلبہ کا انتظام کر رہی ہیں۔ اور اگر عیسائی اقوام کبھی اس کو اپنے لئے موقعہ سمجھتی ہیں تو یقیناً یہی مقدر ہے کہ وہ اس موقعہ کو گنوا دیں۔

نہ صرف افریقہ میں بلکہ یورپ میں بھی حقیقی اسلام کا رعب کچھ اس رعب سے لوگوں کے دلوں پر طاری ہو رہا ہے کہ لوگ اسلام کی ترقی کے متعلق بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ ترقی انسان کی روحانی تاریخ کا عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے

سوئٹزرلینڈ کے ایک اہم روزنامہ برنر ٹاگ بلاٹ BERNER TAGBLATT نے کچھ عرصہ ہوا احمدیہ جماعت کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"اس دوران میں یہ جماعت دنیا کے اور بہت سے ممالک میں پھیل گئی ہے جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لندن، ہیمبرگ، فرینکفورٹ، ہیگ، زیورک اور سٹاک ہالم میں۔ اب اس جماعت کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس اینجلز، نیویارک، پٹسبرگ اور شکاگو، سان فرانسسکو اور سنٹ لوئیس میں موجود ہیں۔ اس سے آگے ٹرینیڈاڈ، ڈچ گی آنا میں بھی یہ لوگ مصروف کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے سیرالیون، غانا، نائیجیریا، لائبیریا اور مشرقی افریقہ میں بھی ان کی خاص اہمیت ہے مشرق وسطیٰ اور ایشیا میں سے مسقط، دمشق، بیروت، اسرائیل، برطانوی شمالی بورنیو، کولمبو، رنگون، سنگاپور اور انڈونیشیا میں ان کے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن کریم کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا تھا چنانچہ اب تک ڈچ، جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح سواحیلی ترجمہ بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ اس جماعت کا نصب العین بہت بہت بلند ہے۔ یعنی یہ کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے۔ وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے اور اس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی امن پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں انہیں توقع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوع انسان اسلام کی آغوش میں آکر مسلمان ہو جائیں گے یہ جماعت خود اور اس کا اپنے مولد و مسکن سے نکل کر پوری دنیا میں اس قدر مقبولیت سے پھیل جانا اس زمانہ کی روحانی تاریخ کے عجیب و غریب واقعات میں سے ایک عجیب و غریب واقعہ اور نشان ہے۔"

اسلام کی عالمگیر فتح کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جوں جوں اسلام کو ترقی حاصل ہو۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ عیسائیت کی عمارت گرتی چلی جائے۔ چنانچہ حال ہی میں "ریڈرز ڈائجسٹ" نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا ہے:۔

"گزشتہ موسم بہار میں عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا، (امریکہ میں) اس کے نتیجہ میں پتہ چلا کہ گرجاؤں میں حاضری دن بدن گر رہی ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب (عیسائیت) [illegible] کا اثر دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے ان کی تعداد پہلے کی نسبت تگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے یہ صورت حال کسی امر کی آئینہ دار ہے! میرے نزدیک یہ آئینہ دار ہے۔ اس امر کی کہ جب گزشتہ جنگ عظیم کے بعد لوگوں میں مذہب کی طرف میلان بڑھ گیا اور اس کے زیر اثر انہوں نے بکثرت گرجاؤں میں جانا شروع کیا تو انہیں وہاں وہ چیز نہیں ملی جس کے وہ متلاشی تھے۔ انہیں تلاش تھی شخصی نجات کی انہیں تلاش تھی خدا کی معرفت کی اور اس کی محبت کی نہ وہ اپنی زندگیوں میں خدا کی ہستی کا اثر اور اس اثر کی کارفرمائی محسوس کرنے کے متمنی تھے۔

ایک اور جدید رجحان یہ ہے کہ بائیبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جا رہا ہے اسے اب محض ایک دینی کتاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس منہ بولتی تصدیق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ خداوند کا فرمان یہ ہے یقیناً"

خداوند کا فرمان اور انجیل دو بنیادیں ہیں جن پر پروٹسٹنٹ ازم قائم ہے جب یہ بنیاد کمزور ہو جاتی ہے تو پھر پوری عمارت کا

مستزلزل ہونا لازمی ہے۔"

یہ مضمون ایک امریکن پادری نارمن ڈبلیو پیل (NARMAN W. PEAL) کا ہے اور یہ اعتراف اس امر پر گواہ ہے کہ آج مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی ایک زبردست روحانی خلا پیدا ہو چکا ہے۔ اس خلا کو صرف اور صرف اسلام ہی حقیقی معنوں میں پُر کر سکتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خلا پیدا ہی اس لئے ہوا ہے کہ تا اسلام الٰہی نوشتوں کے مطابق اس خلاء کو پُر کر کے دُنیا کے جملہ مذاہب پر غالب آجائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ جنگ دلائل سے لڑی جائے گی اور دلائل ہی کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا پر غلبہ حاصل ہوگا۔ موج کوثر کے مصنف لکھتے ہیں

"احمدی جماعت کے فروغ کی ایک وجہ ان کی تبلیغی کوششیں ہیں مرزا صاحب اور ان کے معتقدوں کا عقیدہ ہے کہ اب جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد باللسان یعنی تحریری اور زبانی تبلیغ کا زمانہ ہے ان کے عقیدہ سے تمام مسلمانوں کو اختلاف ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جہاد بالسیف کی اہلیت نہ احمدیوں میں ہے اور نہ عام مسلمانوں میں ——— تمام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدہ کا خیال دل میں رکھتے ہوئے نہ عملی جہاد کرتے ہیں نہ تبلیغی جہاد لیکن احمدی ——— تبلیغ کو فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں انہیں نمایاں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔"

امریکہ کے ہفتہ وار رسالہ ٹائم (TIME) نے اپنی جون ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں ایک مختصر مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ "عیسائیت کے خلاف بغاوت" اسی اشاعت میں ایک اور مضمون بھی تھا جس کا عنوان تھا "گرتا ہوا" اور اس مضمون کو اس فقرے سے شروع کیا گیا تھا۔

"عیسائی دنیا میں سب سے افسوسناک منظر وہ مقدس عمارت پیش کرتی ہے جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ روحانیت کا مرکز ہے اور وہ ہے یروشلم کا HOLY SEPULCHRE کا گرجا جس میں مبینہ طور پر یسوع مسیح کی صلیب کا مقام، ان کے دفن ہونے کی جگہ اور وہ جگہ ہے جہاں سے وہ مردوں سے جی اُٹھے تھے۔" عیسائی خدا کی یہ حالت یقیناً اس بات کی غماز ہے کہ عیسائیت اب آخری دنوں میں داخل ہو چکی ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عرصہ تک مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا موقعہ ملا ہے وہاں عیسائیت کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور عیسائیوں کو اس بات کا اعتراف ہے۔ عیسائی مصنف نے وہاں کے ایک اخبار ڈیلی ٹائمز (DAILY TIMES) میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "مغربی افریقہ میں عیسائیت کا مستقبل" اور اس مضمون کا پہلا ہی فقرہ یہ تھا

"میں سب سے چھوٹے فقرہ میں اپنا فیصلہ دے سکتا ہوں بلکہ میں ایک لفظ میں اپنا فیصلہ دے سکتا ہوں اور وہ لفظ ہے NONE کا یعنی مغربی افریقہ میں عیسائیت کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔"

عیسائیوں میں سب سے زیادہ متعصب لوگ کیتھولک فرقہ کے لوگ ہیں اور ان کے نظام کو اپنے لوگوں پر اتنا کنٹرول ہے کہ غالباً اور کسی فرقہ کو اپنے ماننے والوں پر ایسا اختیار نہیں ہے۔ یہ لوگ نہ کسی کی بات سنتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کی دلیل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی عمارت بھی گر رہی ہے چنانچہ نائیجیریا کے اخبار کیتھولک ہیرلڈ CATHOLIC HERALD نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا:-

"سب سے زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہاں نائیجیریا میں ایک بہت بڑی تعداد۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پچاس فی صدی ہمارے سیکنڈری سکولوں کے لڑکے اور لڑکیاں سکول چھوڑنے کے چند ہی سال بعد اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہیں۔"

اگر یہی بات کوئی مسلمان کہے تو غالباً سے مبالغہ سمجھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بات عیسائیوں ہی کے منہ سے کہلوا دی اور پھر عیسائی بھی کیتھولک عیسائی۔

اسی عیسائی اخبار نے اپنے ایک دوسرے اداریہ میں لکھا:-

"اس وقت عیسائی دنیا میں بقا کے لئے سب سے بڑی جنگ لڑی جا رہی ہے۔"

اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ کفر و ایمان کی جنگ سب جنگوں سے بڑی ہے اور یہی جنگ ہے جس میں اسلام کی فتح مقدر ہے اور عیسائیت کی شکست۔

مغربی افریقہ میں تو عیسائیوں کو اپنی شکست کا اس قدر احساس ہو گیا ہے کہ آج سے چند سال پہلے انہوں نے فیصلہ کیا کہ کسی ایسے عیسائی کو بلایا جائے جو اسلام کا ماہر ہو تاکہ اس سے اسلام کے خلاف تقریریں کروائی جائیں اور عیسائی پادریوں کو اسلام کے خلاف تعلیم دی جائے۔

یہ فیصلہ بذاتِ خود اس بات کا اعتراف ہے کہ عیسائیت اسلام کے مقابلہ میں عاجز آچکی ہے۔

انگلستان سے چھپنے والے ایک اخبار TIME BRITISH COLONIES REVIEW نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا کہ اسلام کی روز افزوں ترقی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا رہا اور یہ بات کچھ بعید نہیں کہ عیسائی اور مشرک بلاد بالآخر اسلام کے سمندر میں غرق ہو کر رہ جائیں گے۔

اس اخبار نے یہ بھی کہا کہ اب اسلام کی ترقی کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں تلوار کا ہاتھ ہے بلکہ آہستہ آہستہ تبلیغ کے ذریعہ اسلام کا نفوذ ہو رہا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ سفید فام لوگوں کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ سفید فام لوگوں کا مذہب (یعنی عیسائیت) بھی ختم ہو رہا ہے۔

نائیجیریا کے ایک اور اخبار "ڈیلی ٹائمز" نے اپنی ایک اشاعت میں "اسلام کی ترقی سے خائف ہے۔"

اسی طرح حال ہی میں نائیجیریا میں دنیا کے مختلف حصوں کے عیسائیوں نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں پادریوں نے اپنی تقریروں میں کہا کہ اب چند ہی سالوں میں یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ افریقہ میں عیسائیت حکمرانی کرے گی یا اسلام۔ اور اخبار "ڈیلی ٹیلی گراف" (نائیجیریا) نے اپنے ایک ایڈیٹوریل میں لکھا:-

"مکہ سکول (یعنی اسلام) ہر صبح و شام حملہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے اور یہاں اس کی فوجوں کے جرنیل (جنرل) مولوی شیخ ہیں۔"

اسلام کی ترقی اور عیسائیت کی شکست کے شواہد اب اس قدر زیادہ ہو گئے ہیں کہ ان کا انکار ناممکن ہے۔ اور یہ سب شواہد اس بات کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام کی مکمل فتح ہو کر رہے گی اور عیسائیت کی شکست اور پیشگوئیوں کو پورا کر کے رہے گی جن کا اس مضمون کے پہلے حصہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بالآخر اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے جس میں حضور پُرنور نے احمدیت کے مستقبل کی طرف راہنمائی فرمائی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں:-

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی آدمی بھی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین)

یادِ رفتہ

قبولِ احمدیت کے دلچسپ حالات

مورخہ ۲۷ر مارچ ۶۶ء کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں یوم مسیح موعودؑ منایا گیا۔ میری درخواست پر مقرر حضرات نے "میں کیوں احمدی ہوا"۔ کے موضوع پر بھی روشنی ڈالی اور اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات بھی بیان کئے اس اجلاس کی ایک مختصر رپورٹ اخبار بدر ۲۸ر اپریل ۶۶ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس جلسہ میں مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل اور مکرم میاں محمد یوسف صاحب بانی نے بھی تقریر فرمائی تھی۔ اب دونوں حضرات نے اپنی تقاریر کو بعض واقعاتی و تاریخی اضافوں کے ساتھ مرتب کر کے بھجوایا ہے جو افادۂ عام کی خاطر شائع کی جا رہی ہیں۔

خاکسار شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

تقریر میاں محمد عمر صاحب سہگل

میرے لئے یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے کوئی خاص مضمون بھی تیار نہیں کیا۔ جو میری گفتگو کا موضوع ہو۔ البتہ کچھ آپ بیتی ہے جسے سامعین کے گوش گذار کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص اور احسانِ عظیم ہے کہ مجھے قبولِ احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی لہٰذا میں اس پاک پروردگار کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھ ناچیز کو احمدیت کی نعمتِ عظمیٰ سے مالامال کیا۔ سو اسی انعامِ خداوندی کے اظہار کیلئے عرض ہے کہ میری عمر کوئی چھ سات برس کی تھی جبکہ چنیوٹ کی شاہی مسجد میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ایک مناظرہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مناظر تھے۔

یہ مناظرہ حق و باطل کی آویزش کا ایمان افروز مظاہرہ تھا جس میں سیالکوٹی صاحب سے کوئی جواب تو بن نہ پڑا البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کچھ تک بندیاں سنا کر عوام کو بہکانے کی کوشش ضرور کی۔ میں نادان بچہ اور پھر مخالفانہ ماحول میں پروردہ، لوگوں کی دیکھا دیکھی ایک مصرع گنگنا۔ تے ہوئے گھر کو تشریف جونہی میری والدہ محترمہ نے وہ تک سنی مجھے ذرا روک دیا اور فرمایا کہ

"نہ چِڑاؤ کسی کو برا مت کہو
اور گلیوں کے تنکوں سے
بھی ڈرا کرو"

میری عمر کوئی بیس بائیس سال کی تھی اور میں کلکتہ میں تھا جبکہ حضرت حاجی تاج محمود صاحب مرحوم و مغفور کی تبلیغی اور تربیتی باتیں سننے کا اکثر و بیشتر موقع ملا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آپ سورۃ تکویر کی آیت "وَ اِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ" کا یہ پنجابی ترجمہ کر کے کہ "جد ماری ہوئی پچھی جاویگی" بڑے زور سے ان آیات کو آخری زمانہ اور مسیح موعود کے ظہور کی نشانیاں بتایا کرتے تھے۔ نیز اسی زمانہ میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب آف ماڑی بچیاں نزد سری گوبند پورہ بھی بسلسلہ کاروبار کلکتہ میں مقیم تھے۔ آپ بھی سلسلہ احمدیہ کے بڑے ہی سرگرم اور پُرجوش مبلغ تھے اور ہر وقت اور ہر جگہ احمدیت کی تبلیغ جو پیا پر رہتی۔

ایک طرف میں احمدیوں کی اس سرشاری اور جذبۂ تبلیغ کو دیکھتا اور دوسری طرف غیر احمدیوں کے افسوسناک منصوبوں اور معاندانہ رویہ کو دیکھتا تو مجھے احمدیوں سے رغبت اور غیر احمدیوں سے نفرت ہو جاتی۔ آخر نوبت بایں جا رسید کہ میں نے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حضور بیعت کا خط لکھ دیا اور میرے ساتھ ہی میرے ہمزلف میاں محمود بشیر صاحب سہگل نے بھی تحریری بیعت کر لی۔

ہماری بیعت سے ہماری چنیوٹی برادری میں ہلچل مچ گئی اور مجھے چنیوٹ سے تار آیا کہ والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں فوراً گھر پہنچو۔ یہ تار ملتے ہی میں نے رختِ سفر باندھا اور تیسرے دن چنیوٹ پہنچ گیا۔ دیکھا تو والدہ صاحبہ بفضلہ تعالیٰ بالکل تندرست تھیں اور ہر طرح خیر و عافیت تھی۔ تب میں سمجھا کہ مجھے "راہ حق" دکھانے کے لئے یہ چال چلی گئی ہے۔

باینہمہ میری اور تو کوئی مخالفت نہ ہوئی لیکن سلسلہ حقہ احمدیہ کے خلاف ہر قسم کا مطبوعہ لٹریچر ضرور مہیا کیا گیا اور بااصرار مجھے اس کا مطالعہ کروایا گیا۔ جو میرے لئے زہر قاتل ثابت ہوا۔ یہ گذارش احوال واقعی اس لئے ضروری ہے تاکہ میرے نو احمدی بھائی ہوشیار ہو جائیں کہ جوشیلا اور نوزائیدہ ایمان کہاں اور کیونکر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ میں نے وہ مخالفانہ لٹریچر پڑھا۔ مندرجہ حوالوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے مقابلہ کیا اور سمجھا کہ غیروں کے پیش کردہ حوالے درست ہیں۔ لہٰذا ان کے اعتراضات بھی بجا

چونکہ میرا نوخیز ایمان احمدیت کے دلائل و براہین سے کما حقہٗ آگاہ نہ تھا اور نہ ہی مجھے مخالفین کے ہتھکنڈوں سے واقفیت تھی اور طبیعت تھی جوشیلی۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوا کہ میں دھوکا کھا گیا اور فسخ بیعت کا خط لکھ مارا۔ اور رات دن مخالفانہ لٹریچر پڑھنے لگا اور تحریک احمدیت کے رد میں ایک ضخیم نوٹ بک تیار کی۔ اور اس میں بزعم خود سلسلہ حقہ کے خلاف لاجواب حوالہ جات جمع کرنے لگا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرکز قادیان کی طرف سے مکرم جناب مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ تشریف لائے اور آپ نے درس و تدریس انفرادی و اجتماعی گفتگو اور ہر طبقہ کے غیر احمدیوں سے بیرونی تبادلۂ خیالات کے ذریعہ کلکتہ میں تبلیغ احمدیت کو عروج پر پہنچا دیا۔

اسی اثناء میں ہماری کلکتوی چنیوٹی برادری نے ایک ادارہ بنام "تبلیغ الاسلام" قائم کر کے احمدیت کے خلاف باقاعدہ مہم کا آغاز کر دیا اور اس کے لئے مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری کو مستقل طور پر کلکتہ بلا لیا اس کارروائی میں میرے بچوں کے ماموں جان میاں محمد امین صاحب سہگل پیش پیش تھے۔ مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری نے یہاں پہنچتے ہی احمدیت کے خلاف ایک محاذ کھول دیا اور بذریعہ تحریر و تقریر حق و صداقت کے مقابلہ پر کمر باندھ لی۔

یہی لیل و نہار تھے کہ میں واپس کلکتہ پہنچا۔ یہاں میری بڑی خاطر داری اور خاطر و مدارات ہوئی۔ حتیٰ کہ جب میں مولوی محمد یوسف صاحب کی ملاقات کے لئے انجمن تبلیغ الاسلام کے دفتر میں پہنچا تو مولوی صاحب موصوف خوشی کے مارے اچھل پڑے، مجھ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور اپنی گدی سے نیچے اُتر آئے اور اصرار کر کے مجھے وہاں بٹھایا اور محبانہ شکوہ کیا کہ آپ بلا اطلاع آ گئے ورنہ اگر پہلے سے خبر دی ہوتی تو ہم آپ کی پیشوائی کے لئے اسٹیشن پر آتے۔ آپ کو پھولوں سے لاد دیتے اور آپ کا جلوس نکال کر آپ کو یہاں لاتے۔ غرضیکہ میں وہ عزت کر رہا تھا اور مولوی صاحب مارے عقیدت کے بچھے جاتے تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں من ہیچمدان "ماہر قادیانیت" ہو گیا تھا۔

مجھے تو پہلے غلط فہمی ہو چکی تھی کہ گویا "ہم بھی پانچوں سواروں میں ہیں"۔ اس پر مولوی محمد یوسف صاحب کی مبالغہ آمیز خوشامد مستزاد میں نے تہیہ کر لیا کہ ایک ایک احمدی کو سمجھاؤں گا اور بتاؤں گا کہ وہ غلط راستہ پر گامزن ہے۔ لیکن خوبیٔ تقدیر کہ دوسرے ہی روز بجز مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل سے ملاقات ہو گئی۔ اور میری تقدیر کا دھارا رو بحق ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے میرا فسخ بیعت کا خط مناسب اور ضروری کارروائی کے لئے مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کو بھجوا دیا تھا۔ اس لئے آپ ہمہ وقت میری تاک میں تھے۔ سو جلد ہی آپ کو کامیاب اور بھرپور حملہ کا موقع مل گیا۔ ہوا یوں کہ ان دنوں خاکسار اپنے خالہ زاد بھائی میاں محمد صدیق صاحب مرحوم کی دکان پر کام کرتا تھا۔ مکرم جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے بڑے ہی دردمندانہ انداز میں مجھ سے پوچھا کہ آخر آپ کو احمدیت میں کیا بُرائی نظر آتی ہے مجھے بھی تو سنئیں۔ مگر مجھے یہ ڈر کہ یہ عالم آدمی ہیں۔ مناظر ہیں۔ مقرر ہیں۔ مبادا میرا منہ بند کر دیں اور اس طرح میری سُبکی ہو جائے۔ لہٰذا میں خاموش رہا۔

آخر آپ نے فرمایا کہ عمر صاحب! میں ایک معمولی گذارہ پر انجمن کی ملازمت کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سلسلہ سچا نہیں تو مجھے بھی آگاہ کریں تاکہ میں بھی کوئی اور نفع مند کام کروں۔ دین نہیں تو دنیا ہی سہی۔ آخر یہ کیا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اور مجھے مولوی سلیم صاحب پر ترس آ گیا۔ اور میں نے انہیں راہ راست پر لانے کا عزم بالجزم کر لیا۔

میں نے اپنی "بیاض" نکالی اور پہلا وار کیا کہ دیکھئے، مرزا صاحب نے اپنی فلاں کتاب میں کیا لکھا ہے۔ آپ نے خاموشی سے وہ عبارت سنی اور پھر میرے خالہ زاد بھائی میاں محمد صدیق صاحب مرحوم سے فرمایا کہ یہ کتاب دیجئے۔ برادرم مرحوم نے الماری کھولی، وہ کتاب اُٹھائی اور مولانا موصوف کے ہاتھ میں دے دی۔ آپ نے وہ حوالہ نکالا اور فرمایا کہ لیجئے عمر صاحب! زیر نظر حوالہ سے پہلی اور پچھلی چند سطریں ملا کر یہ عبارت پڑھئیں اور پھر اعتراض کریں۔ میں نے جونہی مکمل عبارت پڑھی، سارا اعتراض کافور ہو گیا۔

علیٰ ہذا القیاس میں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر موٹے موٹے چھ سات حوالے یکے بعد دیگرے پیش کئے مگر ہر حوالے کا یہی حشر ہوا کہ مکمل حوالہ پڑھتے ہی اعتراض کا سارا طلسم ٹوٹ گیا اور میری "بیاض" داغ ہائے سیاہ کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔ اب تو میں گھبرایا کہ یہ سب حوالے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کی طرح ناقص اور ادھورے نکلے۔ اور میں ان کے دامِ تزویر کا شکار کیونکر ہو گیا

اب اگر دوبارہ بیعت کرتا ہوں تو جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ اور اگر خاموش رہتا ہوں تو ضمیر کی ملامت وبال جان بنتی ہے۔ غرض یں ایک ناقابلِ بیان کشمکش یں مبتلا ہو گیا۔ اور آخر کار میں نے مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سے کہا کہ آپ ہمارے مولوی صاحب سے مناظرہ کریں۔ آپ نے فوراً منظور کر لیا۔ اور فرمایا کہ امن امان کا پورا پورا انتظام ہونا چاہیئے۔

اس پر خاکسار مع اپنے ہمزلف میاں محمد بشیر صاحب سہگل بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ مولوی محمد یوسف صاحب کے پاس پہنچا اور ان سے استدعا کی کہ وہ پُر امن مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں یہ سُنکر مولوی صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ ہوگا تو منٹگمری کے میدان میں ہوگا جہاں ہر قماش کے ہزاروں اشخاص کی ریل پیل ہوتی ہے۔ ہم نے ہر چند عرض کیا کہ یہ مناظرہ سے گریز کی راہ سمجھی جائے گی اور ہم واقعی مناظرہ سُننا چاہتے ہیں تاکسی آخری نتیجہ پر پہنچ سکیں مگر مولوی صاحب موصوف اپنی ضد سے باز نہ آئے۔

بامر مجبوری ہم دونوں اپنے نسبتی بھائی میاں محمد امین صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے خیالات متزلزل ہو رہے ہیں سو اگر آپ کو ہمارا فکر ہے تو مولوی محمد یوسف صاحب پر دباؤ ڈالیں کہ وہ احمدی مبلغ سے پُر امن مناظرہ کریں اور شکوہ کیا کہ منٹگمری کے میدان میں مناظرہ پر آمادگی تو صریح فرار ہے۔

اس پر میاں محمد امین صاحب نے اپنے مولوی صاحب کو پُر امن مناظرہ کے لئے مجبور کیا۔ اور طے پایا کہ وفات مسیح اور ختم نبوت کے مضامین پر دونوں مناظرے انجمن "تبلیغ الاسلام" کے دفتر میں ہوں اور تیسرا مناظرہ صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون پر انجمن احمدیہ کے دفتر میں ہو۔ نیز قرار پایا کہ یہ مناظرے پرائیویٹ ہوں گے۔ جن میں تین احمدی اور تین غیر احمدی معززین۔ کے علاوہ محمد عمر و محمد بشیر صاحبان غیر جانبدار کی حیثیت سے شامل ہوں گے لیکن غیر احمدی احباب تو دس بارہ کی تعداد میں شامل ہوتے رہے مگر احمدیوں نے اپنی تین کی تعداد برقرار رکھی

خدا کے فضل و کرم سے یہ تینوں مناظرے نہایت کامیاب رہے۔ احمدی مناظر مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے احمدیت کی صداقت پر ایسے واضح اور روشن دلائل و براہین پیش کئے کہ اپنے اور پرائے سب [illegible] ہو گئے۔ لیکن برا ہو ضد و تعصب کا کہ اس کی رہزنی بڑی بلائے بے درماں ہے یہ اعترافِ حقیقت کی راہ میں دیوار بن کر حائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس مناظرے کے بعد غیر احمدیوں کی طرف سے ایک اشتہار نکلا۔ جو افتراپردازیوں اور تعلّیوں کا ایک پلندہ تھا۔ کہ مرزائی مولوی کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اور اس کے علم کا جنازہ نکل گیا۔

میرے ہمزلف میاں محمد بشیر صاحب سہگل وہ اشتہار لے کر میرے پاس آئے جسے پڑھ کر مجھے سخت تکلیف ہوئی کہ اس قدر جھوٹ بولا گیا ہے اور اتنی بے باکی سے اصلیت کو چھپایا گیا ہے۔ میں نے اپنی "بیاض" اُٹھائی اور وہ اشتہار لے کر مولانا محمد سلیم صاحب کے پاس پہنچا۔ اور دریافت کیا کہ آیا آپ نے وہ اشتہار پڑھا ہے۔ آپ نے لاعلمی ظاہر فرمائی اور پھر مجھ سے لے کر مطالعہ فرمایا۔ اور پوچھا کہ آپ تو چشمدید اور موقع کے گواہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ آپ کا تأثر کیا ہے؟

اس پر میں نے اپنی نوٹ بُک میں سے کچھ مزید حوالہ جات پیش کر کے ان کے جوابات سمجھنا چاہے۔ آپ نے بڑی وضاحت تفصیل اور عمدگی سے میرے شکوک کا ازالہ فرمایا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تجدید بیعت کا خط لکھ دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اور آپ سے عرض کیا کہ اب آپ اس اشتہار کا جواب لکھیں۔ اور اس میں مندرجہ تعلّیوں کا یہ جواب رقم فرمائیں کہ یہ مناظرہ سُنکر میاں محمد عمر سہگل نے بیعت کر لی ہے۔ چنانچہ یہ اشتہار لکھا گیا جس کی اشاعت سے غیر احمدیوں کے بے بنیاد اور جھوٹے پراپیگنڈا کا سدِّباب ہو گیا۔ میری بیعت کا خط الفضل میں چھپا جس پر دور و نزدیک کے احمدی احباب نے مجھے مبارکباد کے پیغام بھیجے اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں سچ مچ "رحماء بینھم" کی برادری میں شامل ہو گیا ہوں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ان حالات کے بعد انجمن "تبلیغ الاسلام" کے ایک ایک رکن رکین میاں محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے اراکین انجمن سے بری طرح خفا ہو گئے کہ مناظرہ کروا کے سارا کام خراب کر دیا ہے اور جس احمدیت کو روکنے کے لئے یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا اُسے رد کنا تو بر کنار اس کے لئے فضا سازگار اور میدان ہموار کر دیا گیا ہے۔ بالآخر ایک حجام مسمّی محمد دین کو بھیج کر مولوی محمد یوسف صاحب کو کہلوا دیا گیا کہ اب آپ تشریف لے جائیں یہاں آپ کی ضرورت نہیں رہی۔

چنانچہ مولوی محمد یوسف صاحب بادیدۂ گریاں و سینہ بریاں انجمن تبلیغ الاسلام کے در و دیوار پر حسرت کی نظر ڈالتے ہوئے رخصت ہو گئے اور "سیاہ فروشی" کو ذریعۂ معاش بنا کر گذر بسر کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ سے تبدیل ہو کر فلسطین جا چکے تھے ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری سیاہی بیچنے کے لئے احمدی دوستوں کے پاس آتے اور فرماتے میری سیاہی بھی خریدیئے تو مکرم جناب منشی شمس الدین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کلکتہ فرماتے "معاذ اللہ۔ اللہ ہمیں آپ کی سیاہی سے محفوظ رکھے" پھر جب مولوی صاحب مذکور میرے خالہزاد بھائی میاں محمد صدیق صاحب مرحوم سے التجا کرتے کہ مہربانی کر کے خود بھی مجھ سے سیاہی خریدیئے اور لوگوں کو بھی تحریک فرمایئے۔ تو مرحوم برجستہ فرماتے کہ مولوی صاحب ہم خود بھی آپ سے سیاہی خریدیں گے اور اور لوگوں کو بھی خریداری کی تحریک کریں گے۔ کیونکہ آپ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا تازہ بتازہ اور چلتا پھرتا نشان ہیں حضور علیہ السلام کا الہام ہے۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ وانی معین من اراد اعانتک۔ سو اپنا تنزل بھی دیکھیئے کہ روسیاہی سے کیا حال ہے۔ اور ہمارے مولانا کا اقبال بھی ملاحظہ کیجیے کہ بلادِ عربیہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ تو ہمارے بائیکاٹ کے فتوے دیا کرتے تھے۔ مگر آج ایسا وقت آپڑا ہے کہ ہماری خوشامدیں کرتے نہیں تھکتے۔

تقریر میاں محمد یوسف صاحب بانی

تقریباً ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے جبکہ چنیوٹ کی شاہی مسجد میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین مناظرہ ہوا تھا۔ احمدیوں کی طرف سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مناظر تھے۔ اس وقت میری عمر بھی کوئی چودہ پندرہ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ تاہم یہ واقعہ اب تک کالنقش فی الحجر میرے ذہن میں موجود ہے کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اُٹھتے ہی پہلا جملہ یہ بولا تھا کہ "العلم چھچھڑا" جس پر احمدی مناظر نے گرفت فرمائی۔ اور کہا کہ آپ نے اچھا نیا تشبیہہ ایجاد کیا ہے جو مسنون تشبیہہ کی بجائے "العلم چھچھڑا" سے تقریر کا آغاز کیا ہے۔

اس مناظرہ میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے ایک تختۂ سیاہ رکھا تھا۔ جس پر روضۂ نبوی کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی آخری آرامگاہوں کا نقشہ بنا کر ایک خالی جگہ دکھائی تھی کہ وہاں مسیح موعود دفن ہوگا۔ اور اس پر آپ نے حاجیوں کی گواہی بھی دلوائی تھی۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ وہ جگہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے حضرت صدیقہؓ سے آرزو کی کہ انہیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن آج میں خلیفۃ المسلمین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کوئی ہو سکتی جگہ تھی ہی نہیں۔

اس مناظرہ کے بعد میاں محمد غوث صاحب کری رئیس چنیوٹ .... جو گو عرصہ سے احمدیت سے متاثر تھے مگر آپ نے بیعت حال ہی میں کی ہے۔ ان کے چچا بنام .... جو رئیس چنیوٹ ثقہ اور ذی وجاہت بزرگ تھے۔ مگر احمدی نہ تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے ان قیامگاہ یعنی میاں مولا بخش صاحب ملّوں مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنیوٹ کے مکان پر تشریف لائے اور دورانِ گفتگو میں فرمایا کہ میں اس مناظرہ میں موجود تھا اور اگرچہ میں احمدی نہیں ہوں تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدی مناظر نے علمی اور تحقیقی باتیں بیان کی ہیں اور ہمارے مولوی صاحب نے تو کچھ کھیپڑ (خرافات) ہی سنائی رکھی ہے۔

اعلانِ دُعا

مکرم منظور حسین صاحب ساکن سرل سلیم پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک لڑکا مسمّی ورن جیت سنگھ کسی غیر شخص کے کہنے سے اس آکر والدین کا نہایت ہی نافرمان ہو گیا ہے۔ اور یہ والدین کے لئے سخت تکلیف دہ امر ہے۔ اور لڑکے کے اس رویہ سے ممکن ہے کہ ایک شریف خاندان بدنام ہو جائے۔

لہذا احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ لڑکے کو والدین کا فرمانبردار فرزند بنائے اور انکے لئے آنکھ کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کے لئے

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اول ختم ہو چکی ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو سہ ماہی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ موجودہ تین ماہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں بھی لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔

عہدیداران مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور علیہ السلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعتی نظام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

لہٰذا جملہ بقایا دار افراد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے اصولی ارشاد کی روشنی میں اپنے ذمے بقایا چندہ جات کا جلد جائزہ لیں اور اس بات کا تہیہ کریں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے بلکہ گذشتہ بقایا کی طرف بھی عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے تاکہ ان کے چندوں کا حساب صاف ہو سکے۔

عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ بقایا کی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جد و جہد کریں تاکہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام جماعتوں کے سو فی صدی چندہ جات کی وصولی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور عہدیداران کو اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اور سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

رادھا سوامی ست سنگ بیاس کا ایک جلسہ

(بقیہ صفحہ اول)

کے ملنے موقعہ پر یہاں آئے ہوئے تھے اُن سب کو زمین پر بچھے ہوئے ٹاٹ پر بٹھا کر سادہ طریق پر دوپہر کا کھانا کھلایا جا رہا تھا۔

بٹالہ و قادیان کے مہمانوں کے لئے علیحدہ طور پر اڑھائی بجے گیسٹ ہاؤس میں پُر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پونے تین بجے کے قریب روٹری کلب کا نمائندہ وفد رادھا سوامی ست سنگ بیاس سے واپس روانہ ہو گیا۔ الحمد للہ کہ اس موقعہ پر خاص افراد کو سلسلہ کا لٹریچر دینے کے علاوہ کلب میں ان سوالات کے ذریعہ مؤثر تبلیغ کا موقعہ ملا۔ اور کافی دیر تک روٹری کلب کے ممبران انہی امور پر گفتگو کرتے رہے۔ (نامہ نگار)

✻ ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار جمیل احمد
ڈاکخانہ بلہر ضلع بھاگلپور

امتحان کتاب عقائد احمدیت

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "عقائد احمدیت" جو نظارت ہذا کی مطبوعہ ہے کا امتحان مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے جماعت کے عقائد کو واضح کیا گیا ہے۔ بذریعہ وی پی وغیرہ بھجوائے جانے کی سہولت کے لئے یہ کتاب عبدالعظیم صاحب کتب فروش قادیان کو مہیا کر دی گئی ہے۔ اور عبدالعظیم صاحب سے مبلغ ۵ / ۷ پیسے میں مل سکتی ہے۔ دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں۔ چونکہ ہر احمدی کو رات دن دوسروں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں دوسروں کے سامنے بیان کر سکے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خدا تعالیٰ کی خاطر مال پیش کرنے والا بہت زیادہ برکت حاصل کرتا ہے

وقف جدید کی تحریک میں خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا مال پیش کریں اور دل کھول کر پیش کریں۔ اس سے آپ کو بہت زیادہ برکت اور وسعت ملے گی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سچ فرمایا ہے کہ

"اگر کوئی تم میں سے خدا تعالیٰ سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔"

وقف جدید کی تحریک حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جو ایک یادگاری کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا جیسا کہ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ

"جو فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر نافذ ہو کر رہے گا دنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی!!! لیکن اس راہ میں انتہائی قربانی پیش کرنا ہی ہمارا فرض ہے۔"

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں ہمیشہ اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد
انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ہفتہ تبلیغ

جیسا کہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۶۶ء میں اعلان ہو چکا ہے کہ امسال ہفتہ ہائے تبلیغ مئی اور اکتوبر کے پہلے ہفتوں میں منائے جائیں گے۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی یاد دہانی کے طور پر پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ ماہ اکتوبر کا پہلا ہفتہ تبلیغ کا منایا جائے گا۔ جماعتوں کو اس ہفتہ کے منانے کے لئے پہلے سے تیاری کرنی چاہیئے۔ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ اور جہاں مبلغ وہاں مبلغین کرام بھی اس ہفتہ کو منانے کے لئے باقاعدہ احباب کے وفد بنائیں۔ اور ہر وفد کا ایک امیر مقرر کریں۔ اور متعلقہ جماعات منتخب کر کے وفود کو تبلیغ کے لئے روانہ کریں۔ ہفتہ ختم ہوتے ہی جماعتوں کی طرف سے یکجائی رپورٹ دفتر نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

جو احمدی دوست ایسی جگہوں میں رہائش پذیر ہیں کہ وہاں کوئی جماعت قائم نہیں۔ ایسے دوست انفرادی طور پر ہفتہ تبلیغ منائیں اور دفتر میں رپورٹ بھجوائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

خاکسار ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۷/۶/۶۶ کو پوتا عطا فرمایا احباب عزیز نومولود کی درازیٔ عمر اور اقبال مند اور خادم دین بنیں

خبریں

نئی دہلی ۸ جولائی۔ وزیر دفاع شری چوہان نے آج پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے دیش کو خبردار کیا ہے کہ پاکستان بڑی تیز رفتاری سے اور اندھا دھند ہتھیار جمع کر رہا ہے اور زبردست جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہونے والا ہتھیاروں اور سامان جنگ کا نقصان پورا کر لیا ہے اس کا ہوائی جہازوں کا نہ صرف نقصان ہی پورا ہو گیا ہے بلکہ اب اس کے پاس ۱۹۶۵ء کی نسبت لڑاکا بمبار ہوائی جہازوں کے پانچ سکوڈرن زیادہ ہیں اسے چین سے ۲۰۰ سے زائد ٹینک مل چکے ہیں۔ پاکستان اپنے آپ کو چین کی مدد سے بڑی تیزی سے مسلح کر رہا ہے۔ اور یہ بھارت کی سلامتی کے لئے شدید خطرہ ہے۔ آپ نے انکشاف کیا کہ پاکستان نے اپنی فوج کو دگنے سے بھی زیادہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اور اس کا منصوبہ فوج کو پانچ ڈویژن سے بڑھا کر گیارہ ڈویژن کرنا ہے۔ اور چین نے اسے کم سے کم اتنا سامان جنگ دینا منظور کر لیا ہے۔ جس سے کہ دو ڈویژن فوج کھڑی ہو سکے۔ اس کے علاوہ چین نے پاکستان کو دوسرے ممالک سے سامان جنگ خریدنے کے لئے غیر ملکی زرمبادلہ کی بھی بھاری رقم دی ہے۔ اور اس نے اس رقم سے بہت سا اسلحہ اور گولہ بارود خریدا ہے جس کی مقدار معلوم نہیں ہو سکی۔ پاکستان نے لڑاکا جہازوں اور لڑاکا بمبار ہوائی جہازوں کے پانچ مزید سکوڈرن کھڑے کر لئے ہیں۔ اس نے اپنی ہوائی فوج کو چین سے حاصل کردہ ایم۔ آئی۔ جی ریگ مارکہ ۱۵ اگیسا مارکہ ۱۹ ہوائی جہازوں اور مغربی جرمنی کی وساطت سے حاصل کردہ ۵ ایف ۸۶ مارکہ سیبر جیٹ ہوائی جہازوں سے لیس کر لیا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ بات افسوسناک ہے کہ پاکستان تاشقند معاہدہ کے باوجود فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ پاکستان بھارت کے ساتھ تمام مسائل تاشقند معاہدہ کی سپرٹ میں حل کرے گا اور اسلحہ و گولہ بارود جمع کرنے سے احتراز کرے گا۔ آپ نے اعلان کیا کہ بھارت کا پاکستان کے ساتھ اسلحہ کی دوڑ میں شریک ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں دیش کی رکھشا کے لئے ضروری اقدامات کرنے ہوں گے اور ہم کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۸ اگست۔ آج جب راجیہ سبھا میں امور خارجہ پر بحث شروع ہوئی تو ودیش منتری سردار سورن سنگھ نے بھارت اور پاکستان کے تعلقات ویتنام کی جنگ اور ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جھگڑے کے متعلق بھارت سرکار کے موقف کی وضاحت کی۔ سردار سورن سنگھ نے بھارت اور پاکستان کے تعلقات کے بارے میں کہا کہ ہم نے پاکستان کو پھر لکھا ہے کہ افسروں کی سطح پر بات چیت غیر مشروط طور پر کی جائے۔ کوئی پیشگی شرط عائد نہ کی جائے اور دونوں ملکوں کے نمائندوں کو کوئی بھی سوال اٹھانے کی اجازت دی جائے۔ سردار سورن سنگھ نے کہا کہ پاکستان کا اب تک کا ردعمل موافقانہ نہیں ہے تاہم بھارت کو امید ہے کہ اب پاکستان سرکار موافقانہ طرز عمل اختیار کرے گی۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے وہ تاشقند معاہدہ کو پوری طرح لاگو کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔

نئی دہلی۔ ۸ اگست۔ آج لوک سبھا میں وزیر خارجہ شری سورن سنگھ نے بتایا کہ حکومت کے پاس اس امر کی کوئی اطلاع نہیں کہ پاکستان چین کی مدد سے ۱۹۶۶ء میں ایٹم بم کا پہلا دھماکہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ شری ہیم بروا کے سوال کا جواب دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ پاکستان چین کے ساتھ مدد سے مشرقی پاکستان میں کسی جگہ ایٹمی سگنل قائم کرنا چاہتا ہے

نئی دہلی ۸ اگست۔ وزیر دفاع شری چوہان نے آج جنگ بندی لائن پر پاکستانی فوجوں کے اجتماع کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا کہ یہ اطلاع غلط ہے کہ پاکستان نے چھمب جوڑیاں سیکٹر میں بھارت کے ایک سو ایکڑ رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ نے کہا میں پوری ذمہ داری سے اس خبر کی تردید کر رہا ہوں۔ آپ نے اس اطلاع کو بھی غلط ٹھہرایا کہ کئی ہزار اشخاص چوری چھپے جموں و کشمیر میں داخل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں گھس پیٹھ کی کوئی منظم کوشش نہیں ہوئی۔ اور اگر وہاں کوئی گھس پیٹھیا موجود ہو گا تو وہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی گھس پیٹھ کا ہو گا۔ آپ نے کہا کہ اگر کوئی سویلین گھس پیٹھیے موجود ہوں تو یہ معاملہ وزارت داخلہ نپٹا لے گی۔ شری چوہان نے کہا کسی قسم کی گھس پیٹھ نہ ہو۔ شری ویدی نے کہا کہ اطلاعات ملی ہیں کہ ۲۰ ہزار پاکستانی گھس پیٹھ کرنے کے لئے جنگ بندی لائن پر جمع ہو چکے ہیں۔

نئی دہلی ۸ اگست۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاعی پیداوار اے ایم ٹامس نے بتایا کہ بھارت نے روس سے جو جیٹ جہاز حاصل کئے ہیں وہ ہوائی فوج کے مواصلاتی مقاصد کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔ نئے ہوائی جہاز پرانے ٹرانسپورٹ جہازوں کی جگہ لیں گے جو اس وقت استعمال میں ہیں روس سے مزید ایسے جہاز حاصل کرنے کی کوئی تجویز نہیں۔ انہوں نے شری مدھو لیمے کے اس الزام کو غلط قرار دیا کہ کانپور فیکٹری میں ایورو ہوائی جہازوں کی تیاری جنوری ۱۹۶۶ء سے بند کرنی پڑی ہے تاہم انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ سے تیاری رکی ہوئی ہے۔ کیونکہ گذشتہ ستمبر میں پاکستان سے جنگ کے بعد فاضل پرزے حاصل کرنے میں مشکل ہوئی فیکٹری میں ہڑتال سے بھی تیاری کے پروگرام پر اثر پڑا۔

نئی دہلی ۸ اگست۔ آج جب وزیر دفاع شری چوہان پاکستان کی فوجی تیاریوں کے متعلق لوک سبھا میں بیان دے چکے تو شری ہیم بروا نے پوچھا کہ پاکستان کو چین اور دوسرے ممالک خصوصاً عرب ممالک سے بہت سا اسلحہ مل چکا ہے۔ چین کا جارحانہ رویہ بھی بڑھ گیا ہے۔ بتایا جائے کہ آیا حکومت نے اس امکان کا احساس کیا ہے کہ پاکستان اور چین کی طرف سے مشترکہ حملہ ہو سکتا ہے پاکستان آسام پر حملہ کرے اور چین سکم پر۔ یہ بھی بتایا جائے کہ آیا بھارت سرکار نے یہ معاملہ دوست ممالک کے نوٹس میں رکھا ہے۔ جواب میں شری چوہان نے کہا میں ہاؤس کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ پاکستان کیا کیا تیاریاں کر رہا ہے۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ کون ملک کس علاقہ پر حملہ کرے گا اور کس تاریخ کو حملہ کرے گا۔ شری چوہان نے کہا۔ میں دیش واسیوں سے کہوں گا کہ انہیں دہشت زدہ نہیں ہونا چاہیئے۔